قافلۂ جہاد کے عظیم رہنما، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ

افغان مجاہدین کی فتح مبین اور شیخ الحدیث رحؒ کا کردار

دارالعلوم حقانیہ جہاد افغانستان کی فوجی چھاؤنی بن چکا ہے

مولانا عبدالحق رحؒ کی رحلت پر افغان مجاہدین نے کہا ہم یتیم ہوگئے

تحریر : مولانا عبدالقیوم حقانی

وزیراعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف نے 5 مئی کو اپنے ٹی وی اور ریڈیو کے نشری خطاب میں قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اور ان کے صاجزادے حضرت مولانا سمیع الحق کے جہاد افغانستان میں تاریخی کردار پر اعتراف عظمت و کمال سمیت خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

" افغانستان اور پاکستان کے ممتاز علماء اور رہنماؤں خصوصاً" اکوڑہ خٹک کے مولانا عبدالحق مرحوم کے (جہاد افغانستان میں) کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ان کی تقلید میں ان کے صاجزادے (مولانا سمیع الحق) کی خدمات بھی لائق تحسین ہیں "

جہاں تک غیرت و حمیت کی سرزمین افغانستان کے افغان فرزندوں کی بات ہے تو ان غیور مجاہدین اور جیالے مسلمانوں نے بالا آخر ناقابل تسخیر جذبہ ایمانی کی قوت سے ثابت کر دیا ہے کہ اگر آج بھی ابراہیم کا ایمان ہو تو آگ انداز گلستان پیدا کر سکتی ہے۔ محو تماشا تے لب بام رہنے والی دانشوری کے مقابلے میں محمد عربی صلعم کے ان دیوانوں نے آتش نمرود میں بے خطر خود کو ایک دنیا کی حیرت زدہ کر دیا اور دکھا دیا کہ وہ آج بھی حضرت خالد بن ولید اور حضرت علی مرتضٰی کی داستانوں احد ' تبوک حنین ' خندق اور بدر کے تاریخ معرکہ ہائے جہاد کو پھر سے جیتی جاگتی حقیقتوں کا روپ دے سکتے ہیں۔ قرآن کا اٹل فیصلہ کم من فئتہ قلیلتہ غلبت فئتہ کثیرہ باذن اللہ اس حقیقت واقعہ کا عملی مظہر ہے

کیمونسٹ روس جیسی غاصب ' جابر اور بے رحم عالمی طاقت کو جو ترکستان کے مسلم علاقوں کو ہڑپ کر جانے ہنگری ' چیکو سلواکیہ اور پولینڈ پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لئے فوج کشی کا وسیع تجربہ رکھتی تھی جس نے کسی بھی علاقے پر یلغار کی تو اس کا مقابلہ کرنا ناقابل تصور ہو گیا مگر جدید جنگ کے رموز سے نا آشنا اور غیر تربیت یافتہ مجاہدین نے اسے جس شرمناک ہزیمت اور شکست و ریخت سے دو چار کیا ہے وہ حریت انسانی کی تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جسے کبھی بھی بھلایا نہ جا سکے گا۔

مجاہدین افغانستان کی فتح مبین کے اس عظیم الشان واقعہ میں دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے یہ سبق موجود ہے۔ کہ ان کی طاقت کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف ان کا عقیدہ توحید اور دین اسلام ہے ان کے لئے دنیا میں عزت اور وقار کا راستہ صرف اسی عقیدے سے مکمل وابستگی اختیار کئے رہنا ہے یہی چیز انھیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا سکتی ہے۔ اور ان کے لئے دنیا کے ہر خطے میں کامرانیوں کی راہیں کھول سکتی ہے۔

مجاہدین افغانستان نے جو دنیائے انسانیت کی تاریخ کا بے مثال کارنامہ انجام دیا ہے درحقیقت اس نے ایک ارب مسلمانوں ہی کا سر فخر سے بلند نہیں کیا بلکہ دنیا کی تمام حریت پسندوں کو بڑی سے بڑی طاقت کے مقابلے مین سر اٹھا کر چلنے کا حوصلہ عطا کیا ہے اور سامراجی طاقتوں کی خواہ وہ کسی رنگ اور کسی شکل میں ہوں ہمتیں پست کر دی ہیں بلاشبہ تمام مسلمانان افغانستان خصوصاً" ان کے جری مجاہدین اور علم و عمل صالحہ اور شجاعت و فراست ایمانی کی دولت سے مالا مال ان کی علمی و دینی قیادت اس فقید المثال کامیابی پر بیش از بیش مبارک باد کے مستحق ہیں اب افغان قیادت کا فرض ہے کہ وہ حکمت عملی اور دانشمندی سے اتحاد کو برقرار رکھتے ہوئے ایسے کردار کا مظاہرہ کرے کہ مستقبل کا افغانستان ساری مسلم دنیا کے لئے رہنمائی اور قیادت فراہم کرے اور صیح معنوں میں ایک اسلامی سیاست کی حیثیت سے تمام عالم اسلام کے لئے قابل تقلید مثال بن سکے۔

تاہم ناسپاسی اور ناحق شناسی ہو گی کہ فتح و کامرانی اور مسرت و شادمانی کے اس موقع پر ان شخصیات کو بھلا دیا جائے جو خود افغان قیادت افغان علماء اور عام مجاہدین اور تاریخ کی سچی شہادت کے آئینے میں اس عظیم الشان کامیابی کے ہیرو ہیں بلاشبہ سیاسی اعتبار سے یہ شہید ضیاء الحق کی دور اندیشی تدبر فراست قوت فیصلہ حکمت علمی اور کامیاب خارجہ پالیسی تھی۔ مگر عملی اور افرادی قوت مہیا کرنے کے اعتبار سے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کا جذبہ ایمانی ' جوش جہاد ' عزیمت عمل اور ولولہ تازہ تھا جنھوں نے معرکہ کار زار کے سپاہی ' محاذ جنگ کے جرنیل ' جذبہ جہاد کی انگیخت کرنے والے خطیب دنیائے انسانیت کو جھنجوڑ کے رکھ دینے والے واعظ اور اقبال کے بے تیغ لڑنے والے مومن سپاہیوں کی صورت میں کثیر افرادی قوت مہیا کی جس کی بناء پر حریت انسانی کی تاریخ کے اس سنہرے باب کا رقم کیا جانا ممکن ہو سکا۔

مجاہدین افغانستان کی بھرپور حمایت و تائید ' جہاد افغانستان میں عملی شرکت اور افغان سرحد کے قریب واقع ہونے اور میزائل اور بموں کا قریب ہدف ہونے کے باوجود دارالعلوم حقانیہ کو پوری طرح جہاد میں جھونک دینے کا یہ فیصلہ یقیناً" نہایت مشکل فیصلہ تھا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحؒ نے آج سے ۱۳ سال قبل جہاد کے آغاز کار میں اکوڑہ خٹک کی عیدہ گاہ کے ایک لاکھ کے قریب حاضرین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جب افغان جہاد کی حمایت کا اعلان کیا اور پھر دارالعلوم میں مجاہدین کی سرپرستی معاونت اور افغانستان میں ان کے کام کرنے کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا تو ہمارے بہت سے دانشور اور سیاسہ

دان اسے مسلسل غیر سنجیدہ اور احمقانہ اقدام قرار دیتے رہے دیوانگی اور جنون کے فتوے لگائے ۔ اغیار تو پھر اغیار تھے بعض اپنوں نے بھی حضرت کے عمل کو ایک خندہ استہزاء سے ٹھکرایا ۔

یہ وہ دور تھا جب بڑے بڑے نامور سیاست کار اور چغادری حکومت پاکستان پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ وہ کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کو تسلیم کر کے روسی جارحیت کو سند جواز عطا کر دے ادھر بہت سے نامور علماء بعض اداروں کے مشاہیر متمین اور سیاسی قد کاٹھ کی اہم ترین شخصیات نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کو کے جی بی را اور خاد کے وحشیانہ مظالم اور اندوہناک تخریب کاریوں کا ہدف بننے ' دارالعلوم کے مستقبل کی تاراجی اور عملی طور پر یکہ و تنہا رہ جانے کے اندیشہ ہائے غرق و حرق دلا کر انہیں جہاد عزلیمت و انقلاب سے روکنا چاہا ۔ مگر یہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی غیرت ایمانی کا تقاضا اور خالص دینی معاملہ تھا لہذا جہاد کی عملی حمایت اور افرادی قوت فراہم کرنے کا فیصلہ ان کے لئے نہایت آسان ہو گیا اور کسی ہچکچاہٹ کے بغیر انہوں نے اپنے کمزور وسائل نحیف و نزار جسم روس جیسی سپرپاور اور کے جی بی جیسے ظالم اور تیر بہدف کردار ادا کرنے والے عالمی جاسوسی ادارے کی تمام شرانگیزیوں کے باوصف روس کے غلط اقدام کو پوری قوت سے جیلنج کرنے اور عملی طور پر میدان کار زار کے افراد مہیا کرنے اپنے تلامذہ اور دارالعلوم کے فضلاء کو ٹکرا جانے کی ترغیب اور عملاً جہاد شروع کر دینے کا اقدام کر ڈالا ۔

چنانچہ ۲۹ اپریل کو جب وزیراعظم پاکستان حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور آئی ایس آئی کے سربراہ سمیت پاک فوج کے سربراہوں ' ملک و بیرون ملک کے صحافیوں کے ساتھ سب سے پہلے غیر ملکی وفد کی صورت میں کابل پہنچے تو پاک فوج کے جرنیلوں کو اپنے جائزہ رپورٹ اور وہاں مشاہدہ یہی معلوم ہوا کہ افغانستان کے ۷۰ فیصد علاقے پر فوجی قیادت کرنے والے جرنیل شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے روحانی فرزند دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں جو بلا کسی تخصیص کے تمام مجاہد تنظیموں میں شریک ہیں تو انہیں بے اختیار گفت و شنید میں اس کا اعتراف کرنا پڑا کہ واقعتہ یہ دینی مدارس بالخصوص دارالعلوم حقانیہ محض تدریس کا ایک مدرسہ نہیں بلکہ عظیم فوجی چھاونی بھی ہے او اس سلسلہ میں اس کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا کردار مثالی ہے ۔

فوجی جرنیلوں کا یہ اعتراف باہمی مذاکرہ اور پھر وزیراعظم پاکستان [illegible]خ الحدیث مولانا عبدالحق اور ان کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق کے جہا[illegible]نستان میں تاریخی کردار کو خراج تحسین اور اعتراف عظمت و کمال بھی جرا[illegible]ق شناسی کی ایک تاریخی شہادت ہے اس سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی عظمت میں مزید کوئی اضافہ نہیں ہوا کہ ان کو ایسی کسی بھی سند کی ضرورت نہ تھی وہ جس ذات کے لئے کام کرتے تھے وہ کام بھی جانتی ہے اور نام بھی جانتی ہے بلکہ اس سے خود وزیراعظم کی صفت حق شناسی کا اظہار ہوا ہے ۔ جو بجائے خود ان کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے ۔

گو حضرت شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اس کے روحانی ابناء اور فضلاء اور شیخ الحدیث کے جانشین مولانا سمیع الحق کے جہاد افغانستان میں بنیادی مستقل ' مسلسل اور موثر کردار کو یورپی پروپیگنڈے کا کوئی ادارہ اور مغربی استعمار کی الہ کار کسی جماعت یا حزب کی طرح اخبارات پر تسلط اور پریس کوریج کا کوئی ہتھکنڈہ حاصل نہ رہا مگر قلت وسائل اور خود نمائی وخود ستائی سے سو فیصد احتراز و اجتناب کے باوصف جو لوگ بنیاد کے پتھر بنے اور جن کی عظیم تر منصوبہ بندیوں رجال کار کی تربیت اور قربانیوں پر جہاد افغانستان کی عمارت تعمیر ہوئی ان کا عمل اخلاق وہ ذات ضرور جانتی ہے جس کی رضا کے حصول کے لئے یہ سب کچھ کیا جاتا رہا ۔

ایسے حقائق اور آفاقی سچائیاں جھوٹے پروپیگنڈے کی یلغار سے کبھی نہیں چھپائی جا سکتیں جس کا واضح ثبوت معاصر عزیز " تکبیر " کراچی کی حالیہ جسارت ہے جسے جہاد افغانستان کی ۱۳ سالہ خونچکان روئیداد میں جماعت اسلامی اور حکمت یار گلبدین کے سوا کچھ بھی نظر نہ آسکا جسے جمہوریت کی علمبرداری ' شورائیت اور ارباب حل و عقد کی اکثریت کی رائے کی ترجیح کے ہمہ وقتی دعوں کے باوصف نہ تو کبھی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق یاد رہے نہ ان کے تلامذہ کا اس انداز سے ذکر ہوا نہ مولانا سمیع الحق اور ان کے مساعی کو خراج تحسین پیش کرنے کی توفیق نصیب ہوئی اور نہ کبھی اکوڑہ خٹک والوں کا کردار ان کے پرچہ میں جگہ پا سکا مگر اب جب جادو وہ جو چڑھ کر بولے کی طرح اکوڑہ خٹک والوں کا موثر کردار پوری دنیا پر عیاں ہو کر سامنے آگیا تو ہفت روزہ تکبیر کو بھی اپنا صحافتی حصہ ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہمیں اس سے بحث نہیں کہ انہوں نے کس انداز سے اکوڑہ خٹک والوں کا تذکرہ کیا اور ہمیں ان کا جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں کہ ۔

واذا اتتک مذمتی من ناقص فھی الشہادۃ لی بانی کامل اس کا جواب بھی تو خود معترض کی تقریر میں موجود ہے ۔

زبان کچھ اور بولے ' پیرہن کچھ اور کہتی ہے

حقائق کیا ہیں ؟ گذشتہ تین چار پرچے ہفت روزہ تکبیر کے دیکھ لیجئے منجھے ہوئی تجربہ کار صحافی اور مانے ہوئے قلمکار بھی بیچارے ہزار توجیہات اور تاویلات میں دور کی کڑیاں ملاتے اور نقطہ باتیں بناتے نظر آتے ہیں ۔

وہ خود بتائیں کہ روشن ہے آفتاب کمال
مجھے یہ ضد بھی نہیں ہے کہ دن کو رات کہوں

معلوم ہوتا ہے کہ بزعم خود اسلامی جمہوریت اسلامی اخلاق اسلامی اجتماع اور اتحاد کا علمبردار پرچہ " تکبیر " بھی حزبی تعصب اور جماعتی فرقہ بندی کی بھینٹ چڑھ گیا ہے ہمارے اس تمام تر گذارش کا مقصد یہ ہے کہ تکبیر جیسے دینی اور اسلامی صحافت کے علمبردار پرچے کو گذشتہ ۱۳ سالہ جہاد جہاد افغانستان میں " اکوڑہ والوں " کا مرکزی بنیادی اور عالمی کردار نظر آئے (جس کا اعتراف انہوں نے اس پرچے ۲۱ میں بھی کیا ہے) کے باوجود بھی کبھی ازروئے عدل و انصاف یا یہ تقاضائے دیانت دو حرف لکھنے اور چھاپنے کی جرات نہ ہو سکی ۔

مگر آج جب اکوڑہ والے " کسی عظیم شیطنت کسی امریکی منصوبہ بندی اور حزبی و جماعتی تعصب کے شیشہ [illegible] نہ اتر سکے تو تکبیر نے تمام اصولی اور اخلاقی قدروں اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے خواہ مخواہ کچھ کہہ ڈالنا ہی ضروری سمجھا ۔ مگر

من انداز قدرت رائے شناسم

جو اس بات کا بین ثبوت ہے اور جو تمہارے ہاں بھی مسلم حقیقت ہے اور جس حقیقت واقعہ کا اظہار آج تک تم نہ کر سکے کہ " اکوڑہ خٹک والوں " کا جہاد افغانستان میں انقلابی کردار رہا جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے جہادی مساعی کی عظمت جامعیت وسعت اور ان کے مسلمہ کردار کی واضح شہادت ہے جسے اپنے تو خیر اپنے رہے پرائے بھی تسلیم کرتے ہیں ۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے جن حالات میں جہاد کی عملی حمایت کا عزم فیصلہ کیا تھا بلاشبہ ایسے ہی فیصلے زندہ قوموں کی تاریخ بناتے ہیں اور ایسے فیصلے کرنے والے تاریخ میں زندہ جاوید ہو جاتے ہیں ۔ جبکہ بزدلی اور مصلحت کوشی مفاد پرستی اور جھوٹی شہرت اور ہوس پرستی کی راہیں اختیار کرنے اور اس کے مشورے دینے والے خس و خاشاک کی طرح بے نام و نشان رہتے ہیں ۔

جمیعۃ علماء اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ کی ہدایت کے مطابق ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ کے آخری دو عشروں کو جہاد افغانستان میں علماء حق بالخصوص شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور انکے تلامذہ کے کردار کے طور پر منایا گیا، چاروں صوبوں، ملک کے مختلف اضلاع اور جمیعۃ کی صوبائی اور ضلعی تنظیموں کے زیر اہتمام کانفرنسوں، جلسوں، تقریبات اور سیمینارز کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا، خطیبوں، ادیبوں، دانشوروں اور مقررین نے جہاد افغانستان میں علماء حق اور ان کے سرخیل شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کو زبردست خراج تحسین پیش کیا جہاد افغانستان میں مولانا عبدالحق کا کردار تمام کرداروں پر مقدم، جامع اور حاوی رہا ہے وہی علماء حق کا مصداق وہی اس کے محرک اول، وہی مجاہدین کی روحانی پناہ گاہ اور عملی تربیت گاہ تھے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق تاریکی اور مایوسی میں ڈوبے ہوئے حالات میں ہمیں ایک چوراہے پر عزم وہمت، جرأت وشجاعت، تدبر، دانشمندی، اسلام سے محبت اور جذبہ جہاد وعزیمت سے منور ایک شمع ہدایت لئے کھڑے نظر آتے ہیں۔

یہ تاریکی صرف پاکستان کے سیاسی اور دفاعی افق پر ہی نہیں تھی بلکہ آس پاس کے تمام علاقوں بلکہ اس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا ـــــ پھر اہل اسلام کی آزادی اور اپنے اسلامی تشخص کے ساتھ زندہ رہنے کا حق اس تاریکی میں روپوش ہوگیا تھا۔ اس مقام پر پہنچ کر ہمیں ایک عظیم علمی ودینی رہنما، شیخ الہند کے مشن کے وارث ریشمی رومال کی تحریک کے مقاصد کے علمبردار، شہدائے بالاکوٹ کی کارگہ میں کام کرنے والے بطل جلیل شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نامی ایک ایسے پیشوا، ایک ایسے رہبر اور وارث علوم نبوت سے ملاقات ہوجاتی ہے جو دور اندیشی معاملہ فہمی، علمی تدبر، مغازی رسولؐ سے واقفیت روح جہاد سے شناسا اور جرأت وشجاعت کی ان تمام صفات سے بہرہ ور ہے جو ایک قافلہ سالار کے لئے ناگزیر ہیں۔

حضرت سید احمد شہید (۱۲۴۶ھ) کی دعوت اصلاح وتجدید اور تحریک جہاد میں بھی افغانیوں کا بڑا اہم کردار رہا ہے وہ اپنی سرگرمیوں اور جدوجہد کے مرکز تک افغانستان ہی کی راہ سے پہنچے تھے اہل افغانستان نے بے نظیر جوش وخروش کے ساتھ ان کا استقبال کیا تھا پوری قوم اور حکومت ان کی طرف جھک پڑی تھی اور حکمران خاندان سے بھی ان کے تعلقات رہے تھے کبھی مستحکم اور کبھی کمزور، جس کی تفصیل تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔

اگر اس فیصلہ کن اور تاریخی موقع پر افغانستان کے امراء نے وقت کی اہمیت کا اندازہ لگا لیا ہوتا اور اس تحریک کی قدر کی ہوتی اور اس کے قائد کے اخلاص، اس کی دردمندی اور اثر انگیزی کو صحیح طور پر محسوس کیا ہوتا تو اس علاقہ میں مسلمانوں کی تاریخ آج کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تابناک اور باعظمت ہوتی۔

دسمبر ۱۹۷۹ء کے اواخر میں جب کابل میں روس نے اپنی فوجیں اتار دیں تو پاکستان براہ راست روس کا ہم دیوار ہمسایہ بن گیا خاص کر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

طورخم کے راستے چند گام کے فاصلے پر تھا میزائل، بم، تخریب کاری اور فساد کا اولین ہدف بن سکتا تھا۔ کسی چھوٹے ملک، چھوٹے ادارے اور کسی چھوٹی جماعت کے لئے بڑے کا ہمسایہ ہونا اور وہ بھی جب بڑا ہمسایہ بدنیت بھی ہو اور ظالم بھی انتہائی وحشت ناک صورت حال سے دوچار ہونا ہوتا ہے پاکستان اور خاص کر سرحد کے قریبی اضلاع کے لوگوں کی جو اضطرابی کیفیت ہونی چاہئے تھی وہ عیاں ہے پھر جب سرحدات پر حملے ہونے لگے بم گرائے جانے لگے میزائل برسائے جانے لگے تخریب کاری کے واردات کثرت سے کیے جانے لگے ایسے واقعات میں تو حال ہی کچھ دوسرا تھا خاص کر جب دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء دشمن کے مقابلے میں پیش پیش تھے دارالعلوم جہاد افغانستان کی فوجی چھاؤنی بن چکا تھا کابل ریڈیو پر دارالعلوم حقانیہ اور اس کے فضلاء کے خلاف زہریلا اور مسموم پروپیگنڈہ کیے جانے لگا مگر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے انتہائی پامردی کے ساتھ اس ساری صورت حال کا مقابلہ کیا کوئی اظہار پریشانی نہ کیا رفتہ رفتہ عالم یہ ہوگیا کہ کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے ذمہ داروں نے کے جی بی اور خاد کے حوالے سے براہ راست ان کو دھمکیاں دینا شروع کردیں کہ افغان مجاہدین کی حمایت، ان کی تعلیم وتربیت ان کی سیاسی واخلاقی حمایت اور ان کے دارالعلوم میں قیام اور جہاد کے استحکام کی تحریک سے دست کش ہوجاؤ ورنہ سخت سزا دی جائے گی مگر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے پرکاہ کے برابر بھی پرواہ نہ کی جب دارالعلوم کو اڑا دیئے جانے کا ہوا۔ کھڑا کر کے چند نام نہاد مخلصین نے روسی حکمت عملی اور پالیسی پر عمل کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث پر پریشر ڈالنے کی مذموم مساعی کی تو اس حالت میں دارالعلوم حقانیہ کے استاذ حدیث مولانا اسید اللہ مدظلہ نے خواب دیکھا کہ

> "روسی ٹینک اور فوجیں دارالعلوم حقانیہ پر حملہ آور ہیں اور مسجد کی جانب شمال میں طلبہ دورہ حدیث کے کمرے ان کا ہدف ہیں وہ اس کو گرانا اور یہاں سے تباہی کا آغاز کرنا چاہتے ہیں حضرت مولانا اسید اللہ صاحب خواب میں دشمن کے یہ ناپاک عزائم اور خطرناک صورت حال دیکھ کر پریشان ہوجاتے ہیں اسی پریشانی اور اضطراب میں اچانک دارالعلوم کی مسجد کے صحن میں انہیں جناب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوجاتا ہے بے تابانہ انداز میں انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا یارسول اللہ! آپ یہاں کیسے تشریف لائے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دیکھئے یہ منظر آپ کے سامنے ہے میں دارالعلوم کی حفاظت اور دفاع کرنے آیا ہوں۔"

(صحبتے با اہل حق ص ۱۹۳)

پاکستان میں افغان مہاجرین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا اور جب پھر پورے اس وقت آنے شروع ہوئے جب روس نے باقاعدہ اپنی فوجیں کابل میں اتار دیں اور شہروں سڑکوں، میدانوں، وادیوں، باغوں اور جنگلوں میں لڑائی کی

آگ بھڑک اٹھی تو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے بھی اس موقع پر بڑی جرأت کے ساتھ دارالعلوم کے فضلاء اور تلامذہ کو دشمن کے ساتھ برسرپیکار کر دیا جب ساتھ والا گھر شعلوں کی آماجگاہ ہو تو اپنا گھر بھی تپش محسوس کرتا ہے اور ہر لحظہ شعلوں کی زد میں ہوتا ہے پھر افغانستان تو وہ گھر تھا جو پرایا گھر بھی نہ تھا حضرت شیخ اور ان کے تلامذہ کس طرح آرام سے بیٹھ سکتے تھے چنانچہ حضرت شیخ الحدیث کے بس میں جس قدر بھی ممکن تھا کر ڈالا، فضلاء کو حوصلہ افزائی کے پیغام بھیجے اہل خیر اور مسلمانوں کو ان کی مالی مدد کرنے کی ترغیب دی شہید صدر ضیاء الحق کی اس مسئلہ میں سیاسی و اخلاقی حمایت کر کے ان کا حوصلہ بڑھایا۔

دارالعلوم حقانیہ کے جہاد میں جانے والے طلبہ کے لئے خصوصی مراعات اور خصوصی معاملات کا اعلان کیا اور جب اکوڑہ خٹک کے بے آب و گیاہ جنگل میں بے یار و مددگار مہاجرین کو نیلی چھت تلے گرم اور تپتی ہوئی پتھریلی زمین پر ڈال دیا گیا تو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے اپنے مہاجرین کے لئے دارالعلوم کے دروازے کھول دیئے، درسگاہیں دارالحدیث، دارالاقامے ہاسٹل اور جامع مسجد غرض سب کچھ مہاجرین کے لئے وقف تھا مالی امداد اور ان کے لئے قیام اور ضروریات کی فراہمی کے لئے مولانا سمیع الحق کو خصوصی ہدایات کیں۔

دراصل شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اپنی خداداد بصیرت سے جانتے تھے کہ اگر روس کو افغانستان میں مستحکم کیفیت میسر آگئی تو پھر روس کے مقابلے میں پاکستان کا دفاع بھی ممکن نہیں رہے گا لہٰذا انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ پاکستان کی دفاع کی جنگ افغان مجاہدین کی بھرپور حمایت کر کے اور اپنے فضلاء کو میدان کارزار میں اتار کر افغانستان ہی میں لڑی جائے جہاں دارالعلوم کے فضلاء اور سینکڑوں مستفیدین و متعلقین سمیت لاکھوں سرباز قدرتی معاون کے طور پر خود کو دے رہے ہیں۔

اس موقع پر بھی بعض مفاد پرست روسی گماشتوں نے حضرت شیخ کے پائے استقامت میں لغزش ڈالنے کے لئے بارہا ان کی محفل میں اگر اس طرح کی باتیں کیں کہ مجاہدین کی حمایت اور افغان جہاد کا علم بلند کرنا حماقت ہے خود پاکستان جب لاؤ لشکر سمیت روس کے مقابلے میں اترے تو ایک روز بھی نہیں ٹھہر سکے گا یہ تمہارے مولوی اور یہ نادار طالب علم اور غیر تربیت یافتہ دینی جذبہ سے سرشار مجاہدین کیا تاب لا سکیں گے مگر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا یقین تھا کہ اگر بظاہر روس سپر پاور ہے مگر ایک اور پاور بھی ہے جو ادق قوت ہے جسے سپریم پاور کہتے ہیں وہ خدا کی ذات ہے لہٰذا اس کی ذات پر اعتماد کر کے اس کی قدرت کی کرشمہ سازیوں پر نظر رکھنا چاہیئے۔

؎ او بایں فکر تا بما چہ کند
ما بایں فکر تا خدا چہ کند

مگر آج جو ہوا جس طرح ہوا سب نے دیکھا اور سب دیکھ رہے ہیں۔

؎ ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کارساز

یہ بھی تاریخ کا ریکارڈ ہے کہ کسی کمیونسٹ، قادیانی اور فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والوں میں کوئی بھی ایک ایسا فرد نہ ملا جس نے روسی بربریت کی مذمت میں ایک حرف کہا ہو، خود حضرت شیخ الحدیث کو اپنے علاقے میں جن لوگوں اور جس سیاسی قوت سے واسطہ پڑ رہا ہے وہ تو ڈنکے کی چوٹ افغان مہاجرین کو بزدل، بے ایمان اور بھگوڑے کہے جا رہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کی مجلس میں جب ان لوگوں کا تذکرہ ہوتا تو آپ اپنی افتاد طبع کے پیش نظر خاموش رہتے اور یہاں کی کسی قوت سے ٹکرانے اور جوابی کارروائی کرنے یا سیاسی بیان داغنے کے بجائے اپنے کام کیے جانے کی تاکید فرماتے۔

جعفری فقہ کے ایک دوست سے جب اس قسم کی بات چلی تو مجھے کہنا پڑا۔ حضرت! اگر ایران کو امریکہ کے خلاف نبرد آزما ہونا پڑے تو وہ عملی جہاد کہلائے لیکن اگر افغان بے چارے اپنے وطن کے دفاع میں روسیوں سے ٹکرائیں تو یہ عمل ملایانہ بھی ہے، احمقانہ بھی ہے، بزدلانہ بھی اور ظلمت پرستانہ بھی۔ فیا للعجب۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق پاکستان کے روسی ایڈیشن افراد جو مجاہدین کو گالیاں دیتے پھبتیاں کستے ان کو پرواہ میں نہ لاتے اور ان لوگوں سے الجھے بغیر اپنے کام پر بھرپور توجہ مرکوز رکھتے تھے۔ بہادر اور دانا مرد بھی وہی ہوتا ہے جو جھاڑیوں سے دامن بچا کر جنگل عبور کرتا چلا جائے۔

افغان مجاہدین کی جرأت و استقامت اور ولولہ انگیز جذبۂ جہاد، صدر ضیاء الحق شہید کی محکم سیاسی پالیسی اور قطعی موقف اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی دعاؤں تلامذہ کی تربیت اور فضلاء کے عملی جہاد نے بالآخر گورباچوف کو اس پر مجبور کر دیا کہ وہ افغانستان سے روسی فوجیں نکال دے افغان مجاہدین گواہ ہیں اور یہی باعث ہے کہ جب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے سانحہ ارتحال کی خبر مجاہدین کو محاذ جنگ پر پہنچی تو ان پر سکتہ طاری ہو گیا اور انہوں نے بے ساختہ کہا کہ ہماری دعاؤں کا مرکز، ہماری تربیت گاہ کا مربی و محسن ہمارا دینی رہنما اور شیخ رخصت ہو گیا اور آج ہم یتیم ہو گئے۔

قومی اور اجتماعی سطح پر ہماری ایک بدقسمتی یہ بھی ہے کہ ہم اپنا جوہر اور اپنا اکتساب بھی از راہ حماقت و تعصب، دوسروں کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں یہ شکوہ ہمیں ان لوگوں سے نہیں جن کی فرقہ وارانہ مجبوریاں ہیں جو عقائد و نظریات کے اعتبار سے سوشلسٹوں کمیونسٹوں کے قریب ہیں جو ہنود و یہود سمیت عالم مسیحیت و اشتراکیت کی دلداری کا خیال بھی رکھتے ہیں۔ ہم تو ان لوگوں کا رونا روتے ہیں جو خود غیر اشتراکی، غیر ہندو نواز غیر یہود دوست اور غیر مسیحیت پسند اور سنی سیاسی قرار دیتے ہیں۔ جو خود کو دینی مذہبی لوگ قرار دیتے ہیں جو ملک میں اسلامی انقلاب کے خواہاں بھی ہیں اور اس کے لئے کوشاں بھی۔ مگر اس

ے باوجود اپنے حزبی وجماعتی تعصب کے خولوں میں بند، خود نمائی ریاکاری اور سمع وشہرت اور پروپیگنڈے کی ڈگر پر رواں دواں ہیں۔ لاریب! ان لوگوں نے بھی، افغان مہاجرین کی بے پناہ مدد کی، انہوں نے میدان جنگ میں جاکر ——— مجاہدین کو ہر طرح کی اعانت بہم پہنچائی ہے اور ہمیں اس کا اعتراف ہے۔

مگر یہ کہاں کی ایمانداری ہے کہ خود نمائی اور پروپیگنڈے کی یلغار میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، ان کے تلامذہ اور فضلاء اور ان کے قائم فرمودہ مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کی تمام جدوجہد، تاریخ ساز مساعی اور انقلاب آفرین کارناموں کو آنکھوں سے اوجھل کرنے کی سعی بلیغ بھی اس طرح کی جائے گویا یہ بھی دین کا ایک حصہ اور جہاد کا ایک شعبہ ہے مسلسل اور بار بار جہاد افغانستان پر مذاکرے عمل میں آئیں مگر مقررین اسی مسلک انداز سے گفتگو کریں کہ شیخ الحدیثؒ اور ان کے فضلاء کا نام تک زبان پر نہ آنے پائے اور سارا کریڈٹ چند مذہبی سیاست کھیلنے والوں کی جیب میں چلا جائے۔ یہ نہایت ڈھٹائی اور شرمندگی کی بات ہے یہ سراسر ظلم اور ناانصافی ہے۔ جماعت گروہ بندی، طریقہ کار کے اختلاف کی بات اپنی جگہ، مگر جب مقصد ایک اور کردار مسلم ہے تو ایک مربی جہاد، ایک مسلم کردار اور ان کی قربانی و محنت کو دیدہ دانستہ یوں برباد کرنا تاکہ صرف اپنے حلقے، اپنی جماعت یا اپنے گروہ اور اپنی پارٹی کی تاریخ روشن کلمات کے ساتھ قلمبند کی جائے خدا کے حضور میں انتہائی ناپسندیدگی کا موجب ہے۔

ے جفا کم کن کہ فردا روز محشر
بروئے عاشقاں شرمندہ باشی

بہر حال جمعیۃ علماء اسلام نے جو ذی الحجہ کے آخری دو عشروں کو "جہاد افغانستان میں علماء حق کے کردار" کے طور پر منایا اور پھر پورے ملک میں اسے عملی طور پر اپنانے کا اقدام کیا ہر لحاظ سے مستحسن، قابل صد تبریک اور قائدین جمیعۃ کی حقیقت پسندی اور علمی و دینی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے ہم اس پر انہیں بھی ہدیہ تبریک اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

سلسلہ مطبوعات (۴۳)

اپنے طرز کی پہلی اور البیلی کتاب

ساعتے با اولیاءؒ

جلد اول

مولانا عبدالقیوم حقانی
رفیق مؤتمر المصنفین و استاذ دارالعلوم حقانیہ

ادارۃ العلم والتحقیق ○ اکوڑہ خٹک
ضلع نوشہرہ ــ سرحد ــ پاکستان

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
علامہ عبدالرحمن ابن الجوزیؒ
حضرت خواجہ معین الدین سجزیؒ
المجاہد الکبیر امام ابن تیمیہؒ
حجۃ الاسلام امام غزالیؒ
حضرت شیخ عبدالرحمن جامیؒ
حضرت مجدد الف ثانیؒ
شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
المجاہد الکبیر سید احمد شہیدؒ
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ
مولانا محمد الیاسؒ بانی تبلیغی جماعت
امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ
محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیریؒ
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ
محدث العصر سید محمد یوسف بنوریؒ
قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ
محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ